بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

انسانی حقوق، اسلام اور مغرب

مسجد حرام میں امامِ کعبہ کا خطابِ جمعہ

خانۂ کعبہ کے امام اور خطیب[1] شیخ صالح بن عبداللہ بن حمید نے ۱۶؍محرم ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۰۰ء کو بیت اللہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا موضوع تھا...... **حقوق الانسان !**

سب تعریفیں اس اللہ کو سزاوار ہیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اسے نک سک سے درست کیا پھر اس کے باطنی وظاہری قویٰ میں اعتدال وتناسب ملحوظ رکھا۔ پھر جس صورت میں چاہا، اسے جوڑ کر تیار کیا۔ پھر محض پیدا کر کے اُسے چھوڑ نہیں دیا بلکہ عقل وفکر کی طاقتیں عطا فرما کر اس کے سامنے بھلائی اور برائی، نیکی اور بدی کے دونوں رستے نمایاں کر کے رکھ دیئے۔ ان میں سے بعض نے نیکی اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور نیکیوں کی جستجو کو اپنا عزم ٹھہرایا اور قربتِ الٰہی اور جنت کے حصول کو اپنا مطلوب بنایا اور بعض نے بدی اور بدبختی کی راہ اپنائی اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہوئے دنیا کی لذتوں اور سامانِ عیش وطرب میں منہمک ہوگئے جس کے نتیجے میں خیر کے تمام دروازے ان کے لئے بند کردیئے گئے۔

میں اپنے ربّ کا شکر گزار ہوں جو دانشمندی اور حکمتِ بالغہ کی حامل ذات ہے۔ سارے کام اسی کے آگے پیش ہوتے ہیں اور وہی فیاضِ حقیقی اور شفیق ذات ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، ایسا اقرار جو قائل کو روزِ قیامت حساب سے چھٹکارا دلا دے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے آقا اور پیغمبر محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ ان پر نبوت کا سلسلہ تمام ہوا اور ایک نہایت باعزت کتاب ان پر نازل کی گئی۔ اللہ ان پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے۔ اس طرح ان کی آل اور صحابہ وتابعین پر اور ان ہستیوں پر جنہوں نے قیامت تک کے لئے آپؐ اور صحابہ وتابعین کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

درود وسلام کے بعد! اے لوگو، میں تمہیں اور خود اپنے آپ کو اللہ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو، اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔ اپنی دنیا کی زندگی کے لئے اس طرح محنت کرو گویا تم نے یہاں

(۱) موصوف اَب محکمہ حرمین شریفین کے چیئرمین بھی بنا دیئے گئے ہیں لہٰذا اب وہ تمام ائمہ حرمین شریفین کے 'رئیس' بھی ہیں یاد رہے کہ اس سے قبل معروف امامِ کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل سالہا سال تک اِسی منصب پر فائز رہے ہیں۔ ادارہ

ہمیشہ رہنا ہے اور آخرت کے لئے اس طرح محنت کرو گویا تم نے کل مرجانا ہے۔ پوری لگن اور شوق سے آخرت کو اپنا مقصود بنالو۔ نافرمانی کے کاموں اور انعاماتِ خداوندی کی ناشکری سے بچو۔ جب بھی کوئی قوم کفرانِ نعمت کی مرتکب ہوئی اور پھر اس نے توبہ بھی نہ کی تو اللہ نے اس سے عزت چھین لی اور دشمن کو اس پر مسلط کردیا۔ جو آج ڈر گیا، کل کو محفوظ ہوگیا۔ بھلا جس نے قلیل کو کثیر اور فانی کو ابدی کے بدلے فروخت کردیا، اس کا سودا خسارے کا سودا کیسے ہوسکتا ہے؟۔ اور یاد رکھو! ایک دن تمہیں پوشیدہ اور ظاہری امور کی خبر رکھنے والے ربّ کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو!!

اے مسلمانو! ایک عقلمند انسان اپنی فطرت سے اس مرجع الخلائق مقتدر ہستی کو پہچان سکتا ہے جو اس کے تمام معاملات کو منظم کرتی ہے، اس کے توازن کو برقرار رکھتی ہے، اسے گمراہی کے بھنور سے نکالتی ہے، اس کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے، اس کے دین، جان ومال اور عزت وآبرو کے تمام گوشوں کو ایک منظم اور مرتب انداز میں امن مہیا کرتی ہے۔

یہ تمام حقوق اور عالمگیر امن کا مرجع اللہ تعالیٰ کی کا دین ہے جس پر اس نے تمام انسانوں کی تخلیق فرمائی اور ان حقوق کا اطلاق زندگی کے ہر شعبہ پر ہوگا۔ خواہ اس کا تعلق انسانی زندگی سے ہو، عدل وانصاف سے ہو یا آزادی سے۔ ہر انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی جان، مال، عزت وآبرو اور اپنے عقائد کی حفاظت کرے کیونکہ تمام انسان اپنی ماں کے شکم سے آزاد پیدا ہوئے ہیں اور یہ تمام حقوق انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہیں۔

یہ انسانی حقوق نہ تو درآمد (**Import**) کئے جاسکتے ہیں اور نہ ہی اپنی عقل سے فرض کئے جاسکتے ہیں۔ یہ خود بخود اُبھرتے اور جنم لیتے ہیں۔ وہ انسانی معاشرہ سے پھوٹتے ہیں اور ان کی بنیاد وہ دین ہے جسے اللہ نے انسانیت کے لئے پسند فرمایا۔ اے مسلمانو! حکمران اور رعایا کے درمیان معاہدہ کی رو سے بنیادی ستون جن پر ان حقوق کی عمارت استوار ہے، دو ہیں: ریاست اور عوام۔ اگر اس حقیقت کو سمجھ لیا جائے تو پھر یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور انسانی حقوق کے علمبرداروں اور اس کے حامیوں کی مخالفت کرے گا۔ اگر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنا جرم ہے تو یقیناً انسانی حقوق کی تعریف، ان کے تعین اور ان حقوق کی تفصیل میں متردّد ہونا بہت بڑا جرم ہے۔ اور پھر انسانی حقوق کے نام پر اپنے سیاسی اور معاشی مفادات کے حصول کے لئے بے حیائی کے کلچر کو فروغ دینا اس سے بھی زیادہ المناک اور وحشت ناک ہے۔

جو شخص اپنے آپ کا احترام کرتا ہے وہ یقیناً کھلے دل سے اور غیر مشروط طور پر حقوق انسانی کی بھی

تائید کرے گا بشرطیکہ وہ حقوق ایک واضح نظامِ حیات کے اُصولوں سے متصادم نہ ہوں۔ آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان ہر ذمہ داری اور جواب دہی سے آزاد ہو جائے۔ آزادیٔ اظہار کے نام پر دشنام طرازی اور ہرزہ سرائی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کیا حریتِ فکر کا یہ مطلب ہے کہ انسان کفر کا ارتکاب کرے اور تخریب کاری کا گھناؤنا فعل انجام دے۔ نقل وحمل کی آزادی کا مطلب قطعاً نہیں کہ دوسرے ممالک پر تسلط جما لیا جائے ہاں البتہ جو بات ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی کی طرف سے حقوقِ انسانی کی پامالی اور بے حرمتی ہو تو اس کا محاسبہ کیا جائے اور اس کو مکمل سزا دی جائے۔ لیکن اس دوران مختلف قوموں کے دینی اور اعتقادی فرق کو ملحوظِ خاطر رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے کے نظریات کا جائزہ لینے کے لئے بالکل غیر جانبداری سے کام لیا جائے۔ جہاں ہر ایک کو سوال کرنے اور وضاحت طلب کرنے کا حق حاصل ہے تو وہاں پوچھے جانے والے کو بھی اپنے نظریات کی وضاحت کرنے کا پورا پورا موقع ملنا چاہئے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ بعض این جی اوز اسلام میں انسانی حقوق کے ایشو کا ادراک کرنے اور اسلامی معاشروں کی خصوصیات کو سمجھنے میں ناکام رہی ہیں، لیکن ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان کا اسلام کی حقیقت اور اس کے اَحکام کو نہ سمجھنا اور اسلامی تشریحات کو سننے کا اپنے اندر حوصلہ نہ پانا ان کو یہ حق دے دیتا ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی صورت کو مسخ کرکے پیش کریں اور اس کے مبادیات کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنائیں۔ ہم مکمل وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی اصول و اَقدار ہی وہ منفرد اُصول وقوانین ہیں جو انسان کی ترقی اور اس کی عظمت اور حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں۔

اسلامی تہذیب اس لحاظ سے خصوصیت کی حامل ہے کہ یہ تہذیب اپنے اصول وتشریحات اور اپنے نظریاتی اور ثقافتی ڈھانچے کے لحاظ سے دوسری تہذیبوں سے بالکل مختلف ہے اور اہل اسلام کو باقی لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے مسلمانوں کی شخصیت کو ایک عمدہ قالب میں ڈھالا، کیونکہ اس کی بنیاد وحی الٰہی ''اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت'' ہے۔

متجددین کا یہ دعویٰ نہایت افسوسناک ہے کہ وحی الٰہی آج کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کرسکتی۔ یہ لوگ دین اور دنیا کی جدائی کا راگ الاپ رہے ہیں۔ ان کی تنظیمیں دین وسیاست کی تفریق کی دعوت دے رہی ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ دین کو دنیاوی زندگی سے کوئی سروکار نہیں۔ جبکہ اس کے مقابل اسلام، دین اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے کو ہی اوّلین اور اہم ترین مقصد قرار دیتا ہے۔ اسلام کی رو سے دین ہی اولین ضرورت بلکہ تمام حقوق کا سرچشمہ ہے۔ اسی سے

مسلمانوں کے ہاں اخلاقی ضابطے اور معاشرتی اخلاق کی قدریں جنم لیتی ہیں۔

اسی طرح ایک مسلمان معاشرہ کے لئے اس کے تمام حقوق و فرائض اور باہمی تعلقات میں شریعت کے اُصول اور اس کی نصوص ہی تشریعی نظام کا درجہ رکھتی ہیں۔

اے لوگو! اگر تم ہمارے مذہب کی کوئی مثال لینا چاہتے ہو تو صرف قرآنِ مجید میں مذکور قصہ تکریم انسان پر ہی غور کرلو جہاں اللہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ انسان کو پیدا کرے گا پھر اسے اس زمین کا خلیفہ بنائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا دین شرفِ آدمیت اور نوعِ انسانی کی عظمت و تکریم کا علمبردار ہے۔ اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ انسانی غلطیوں اور کوتاہیوں کے نتیجے میں شرفِ آدمیت کی پامالی کا اسلام کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ جب معزز فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ یہ مخلوق جس کی پوری تاریخ گناہوں سے لبریز ہوگی، کیا اس مقام کی مستحق ہے کہ اس کو پیدا کرکے خلافت کے منصب پر سرفراز کردیا جائے تو معلوم ہے، اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا تھا، قرآن کی آیت پڑھئے:

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّىْ أَعْلَمُ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۳۰)

''پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: کیا آپ زمین پر کسی ایسے کو پیدا کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خون ریزیاں کرے گا۔ آپ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لئے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ فرمایا: جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔''

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ نوعِ انسانی واقعی شرف و تکریم اور منصبِ خلافت کے لائق ہے اور چند اَفراد یا چند گروہوں کا راہِ راست سے بھٹک جانا اس بات کا باعث نہیں ہوسکتا کہ آدم کی باقی اولاد کو شرفِ آدمیت کے اس مرتبہ سے معزول کردیا جائے جو انہیں اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾ (الاسراء:۷۰)

''یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی اور خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔''

اس طرح صرف ہمارا دین ہی نوع انسانی کی راہنمائی کرتا اور اس کے لئے زندگی کا لائحہ عمل متعین کرتا ہے۔ اور قافلہ انسانیت نے یقیناً اپنا راستہ بنانا شروع کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی زمین کی خلافت عطا فرمائی تاکہ وہ اسے آباد کرے، اس کی اصلاح اور تعمیر کرے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّیْ قَرِيْبٌ مُجِيْبٌ﴾ (ہود:٦١)

''وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پیدا کیا اور پھر اسی میں تمہیں بسا دیا، پس تمہیں چاہئے کہ اسی سے بخشش مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو، یقین کرو، میرا پروردگار (ہر ایک کے) قریب ہے اور (ہر ایک کی) دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔''

اس لئے مسلمان مکمل عزم اور وثوق سے یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے وسیع پیمانے پر اور کامل ترین صورت میں انسانی حقوق کے اُصولوں کا تعین کیا۔ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے انسانی حقوق کے یہ اصول دوسری قوموں کو سکھائے (ایکسپورٹ کئے) اور اس سلسلے میں دوسری قوموں نے مسلمانوں کے ہی خوانِ کرم سے زلہ ربائی کی، گویا انسانی حقوق کا سارے کا سارا سرمایہ اور سرچشمہ اسلام ہے۔ لیکن ستم یہ کہ یہی حقوق آج ہمیں سکھائے (امپورٹ کئے) جارہے ہیں۔ گویا وہ ایک نئی انسانی دریافت ہے اور اس سے پہلے ہم ان حقوق سے واقف نہیں تھے۔

انہیں کون بتائے کہ یہ بات جو تم اب کر رہے ہو کوئی نئی اور انوکھی نہیں بلکہ تم تو جگالی کر رہے ہو، یہ سب کچھ صدیوں پہلے ہوچکا ہے۔ ہماری اور ان مغربیوں اور مغرب زدگان کی مثال بارش کے اس پانی کی سی ہے جو آسمان سے اترتا ہے پھر زمین میں ٹھہر جاتا ہے۔ پھر عرصہ کے بعد ایک اُبلتے ہوئے جاری چشمہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارے حقائق و اثرات جو ان کی نظروں سے اوجھل تھے، اب پوری آب وتاب سے ان پر ظاہر ہو رہے ہیں۔

اسی طرح اہل اسلام برملا کہتے ہیں کہ انسانی حقوق کی حقیقی اور یقینی ضمانت اور انہیں بطریق احسن کارگاہِ عمل میں لانے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ کے بندوں کے فیصلے اللہ کی شریعت کے مطابق کئے جائیں اور تمام اسلامی معاشرے، تمام ممالک اور افراد اسلام سے وابستہ ہوجائیں۔ اس کا مطلب تن پروری اور انسانی حقوق کو اپنی ذات تک محدود کرنا نہیں بلکہ مقصد انسانی تہذیب کے لئے نفع رساں ورثہ اور مفید معلومات کی راہیں کھولنا ہے۔

آپ خود غور فرمائیے کہ اَقوامِ متحدہ کی طرف سے انسانی حقوق کے معاہدہ کا جو عالمی چارٹر شائع ہوا، اگرچہ اس میں بہت سے مثبت پہلو بھی ہیں لیکن پچاس برس سے زیادہ عرصہ بیت جانے کے باوجود عادلانہ طریقے سے انہیں نافذ نہیں کیا جاسکا اور نہ وہ مختلف علاقوں میں اقوامِ عالم پر ہونے والے مظالم اور زیادتیوں کو روک سکا ہے۔ اور ان مظالم کا سب سے زیادہ شکار مسلمان ہوئے۔ اس لئے انسانی حقوق کے اس چارٹر پر نظرثانی کی ضرورت ہے جس میں نہ مختلف دینی اور ثقافتی خصوصیات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور نہ

انسانی معاشروں کے لئے صحیح عرفِ عام کو پیش نگاہ رکھا گیا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو اس چارٹر پر نظر ثانی اور اس کی تشکیل نو کی متقاضی ہیں تاکہ اسے تمام اقوام کی تمناؤں کے مطابق اور ان کے عقائد صحیحہ اور مسلماتِ دینیہ سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔ اسی صورت میں ہی عدل وحریت اور بھائی چارہ کے بنیادی اُصولوں کو نافذ کیا اور کارگاہِ عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

وہ حقوق جن کی پامالی پر ہم زیادہ پریشان ہیں اور انسانیت کا ایک جم غفیر ان سے محروم ہے، وہ حقوق ہیں جن کے بغیر انسانی وجود برقرار نہیں رہ سکتا ہے۔ انہی حقوق کی طرف انبیاء اور مصلحین نے دعوت دی اور ان کے قیام کی خاطر جہاد کیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ کروڑوں انسانوں کو خدا کا انکار کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے اور انہیں ایسی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جو مذہب سے نفرت وحقارت کا جذبہ پیدا کرتی اور ان کے اسلاف اور ایسی رسومات کی شدید توہین کرتی ہے جنہیں مذہبی تقدس حاصل ہے۔ آج تمام دنیا استعمار کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ وہ جہاں معاشی وسائل اور خوراک کو لوٹ رہا ہے، وہاں وہ قوموں کے عقائد پر بھی ڈاکہ ڈال رہا ہے، ان کے افکار کو زہر آلود کررہا ہے اور انہیں ان کے ایمان سے گمراہ اور مقاصد سے ہٹانے میں کوشاں ہے۔ یقیناً آج دنیا انسانی حقوق کے ایسے منشور کی طرف دیکھ رہی ہے جہاں عقل سلیم وحی الٰہی سے ہم آہنگ ہو۔ جب اس قسم کا منشور نافذ کردیا گیا تو یقیناً دنیا اس کا خیر مقدم کرے گی۔

انسانی حقوق کی علمبردار بین الاقوامی اور ملکی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ اپنے دعوؤں اور رویوں پر نظر ثانی کریں۔ خاص طور پر مذہب اور ربّ کے ساتھ انسان کا فطری تعلق اور اس تعلق کے نتیجے میں اطاعت وفرمانبرداری اور ربّ العالمین کے سامنے جھکنے کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے، اس کے بارے میں انہیں اپنے موقف پر ضرور نظر ثانی کرنی چاہئے۔

جب انسانی معاشروں سے دینی راہنمائی ناپید ہوجاتی ہے تو ان کی زندگی کی ساری رونقیں ختم ہوجاتی ہیں اور حیاتِ بشری جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں برآمد ہونے والے خطرناک نتائج بھی ان این جی اوز کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ این جی اوز کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان انسانی دکھوں کو بھی شمار کریں جو دین سے مادر پدر آزادی کی صورت میں جنم لیتے ہیں۔ لاکھوں انسانی جانیں نیست و نابود کرنے والی اجتماعی قتل کی مثالیں کیا انہیں اپنے رویں کو بدلنے کی دعوت نہیں دیتیں۔ بلقان میں جو خون کی ندیاں اور نہریں بہائی گئیں پھر قوقاز میں بہائی گئیں اور اب مقبوضہ فلسطین، جنوبی لبنان، مقبوضہ کشمیر، برما اور فلپائن میں ظلم وبربریت کا بازار گرم کیا جارہا ہے، آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟...... کیا یہ ان کے

نزدیک انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے زمرہ میں نہیں آتا!!

عورتوں اور بچوں کی خرید وفروخت کے المناک واقعات کی آخر ہم کیا تعبیر کریں گے۔ کیا یہ انسانی حقوق میں سے ہے کہ عالمی معیشت کا دارومدار جسم فروشی، جرائم اور نشہ آور اشیا پر ہو۔ کیا زنا کاری وبدکاری کی مختلف صورتیں انسانیت کی توہین نہیں؟ شکم مادر میں کروڑوں بچوں کا اِسقاط کیوں انسانی حقوق کی پامالی شمار نہیں ہوتا؟؟ ...... آزادی کے نام پر لڑکیوں کو اباحیت کی قربان گاہ پر چڑھایا جارہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ایک تہائی حرامی ہیں۔ تہذیب جدید کے ثنا خواں لوگو! بتاؤ اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟ اَخلاق کی دیواریں ڈھے چکیں، بے حیائی کا عفریت ہر طرف دندنا رہا ہے۔ جنسی تسکین کے لئے لواطت جیسے جرم کو جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سی تنظیمیں اور جماعتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں اور ان تنظیموں کی سرگرمیوں کو تحفظ دینے کی خاطر قانون سازی کی جارہی ہے۔ ایسے قوانین بنائے جارہے ہیں جو قوانین الٰہی اور قوانین فطرت کے سراسر خلاف ہیں۔ حتیٰ کہ مردانہ ہم جنس پرستی **(Gay)** اور خواتین ہم جنس پرستی **(Lesbian)** کو بھی قانونی جواز مہیا کردیا گیا۔ قومِ لوط اسی غیر فطری رویہ کی وجہ سے عبرتناک انجام سے دوچار ہوئی

﴿وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ﴾ (الشعراء:۱۶۶)

''اور تمہاری جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا جوڑا بنایا ہے، ان کو چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم ہو ہی حد سے گزرنے والے۔''

اللہ کا فضل ہے کہ مسلمان اپنے دین کے سبب اس بے روک ٹوک جنسی آزادی اور حیا باختگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنے سے محفوظ رہے۔ وہ اپنے ربّ کی شریعت کو نافذ کرتے ہیں جس کے عدل وانصاف سے وہ آشنا ہیں۔ شریعت تمام اَفراد کے حقوق کی ضامن ہے۔ اس نے اسلامی معاشرہ کو بے دینی اور انتشار وخلفشار سے بچایا اور مناسب اہتمام سے بچوں کی تربیت کی اور مضبوط اور خالص سماجی تعلقات میں امن عامہ کے تحفظ اور ایک خوشگوار زندگی فراہم کرنے کیلئے تعزیرا اور حدود پر مبنی قوانین کو متعارف کروایا۔

ہم قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ یہ تنظیمیں اپنی کم فہمی اور مغالطہ آمیز تشریحات کے ذریعے اللہ کے دین، اس کے اَحکام اور اسلامی معاشرہ کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کریں۔ اور ہمیں یہ بھی گوارا نہیں کہ یہ لوگ حقوقِ انسانی کے پروپیگنڈے کے ذریعے اسلامی اقدار اور شرعی اَحکام کو ہدفِ تنقید بنائیں۔

حقوق انسانی کا ٹھیکیدار مغرب اس مسئلے کو ہر قوم اور ملک کے خلاف بطورِ ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ جہاں اس کے سیاسی یا معاشی مفادات خطرے میں ہوں وہاں یہ حقوقِ انسانی کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ غریب ممالک کو اسی بنیاد پر اِمداد دی جاتی ہے۔ گویا یہ ان کا دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں ناجائز

مداخلت کا ایک وسیع دروازہ ہے۔ اور اس طرح انہیں قوموں کے مذاہب و عقائد اور جائز رسم ورواج پر ہاتھ ڈالنے کا موقع ملتا ہے۔ اور یہ سارا گھناؤنا کھیل حقوقِ انسانی کے نام پر کھیلا جارہا ہے۔

بدقسمتی سے انسانی حقوق کا ایشو یورپین ممالک کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکا ہے جسے وہ بعض ممالک سے اپنے مخصوص مطالبات منوانے اور اپنے اقتصادی اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بطورِ ہتھیار کے استعمال کر رہے ہیں۔ بعض ممالک کو تو انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے متہم کیا جاتا ہے لیکن خطہ فلسطین ہو یا وادیٔ کشمیر، چیچنیا کے پہاڑ ہوں یا بوسنیا کا برف پوش علاقہ وہاں مغرب کا ایک نیا چہرہ سامنے آتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ نہایت بھونڈی سیاسی دہشت گردی ہے جسے یہ لوگ اپنے سیاسی اور اقتصادی مقاصد کے حصول کے لئے بعض بااثر ممالک کے ذریعے پھیلا رہے ہیں۔ یقیناً یہ شریعتِ اسلامیہ اور اس کے اَحکام کو مٹانے کے لئے ایک خفیہ حملہ ہے۔

اہل اسلام یہ اعلان کرتے ہیں کہ صرف وہی دنیا کے سامنے انسانی حقوق کا حقیقی چارٹر اور صحیح نقشہ پیش کرسکتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ چارٹر اور نقشہ انسانی حقوق کے ڈھنڈورچیوں کو خوش نہیں کرسکے گا۔ یقیناً آپ کو تعجب اور حیرانگی ہوگی کہ یہ لوگ ایک ایسے مجرم کے حق میں تو چیختے اور واویلا کرتے ہیں جس پر اللہ کا قانونِ 'قصاص' نافذ کیا جارہا ہو، اس لئے کہ اس نے ایک جان کو ناحق قتل کیا یا اس نے اللہ کی زمین میں فساد پھیلایا یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی ہے۔ لیکن جب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بے بس، بے گناہ اور کمزور مسلمانوں کو نہایت بے دردی سے تہ تیغ کیا جاتا ہے، ان پر آتش و آہن کی بارش کی جاتی ہے، ان کے گھروں کو منہدم کیا جاتا ہے، انہیں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا جاتا ہے، ان کے بچوں اور عورتوں کو جلاوطن کیا جاتا ہے تو مہذب دنیا خاموشی سے یہ تماشا دیکھتی ہے اور کلمہ حق اور دلی ہمدردی کا ایک لفظ بھی ان کی زبان پر نہیں آتا۔ اس کی تازہ ترین مثال آگ میں جلتا اور خون میں تڑپتا ہوا چیچنیا ہے۔ گویا ان نہتے مسلمانوں پر جو ستم ڈھائے جارہے ہیں اور وہاں جن جرائم کا ارتکاب ہورہا ہے وہ جرائم ان لوگوں کی ڈکشنری میں شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک ان ممالک کا اندرونی معاملہ ہے۔ لیکن افسوس کہ حقوقِ انسانی کے نام پر دوسرے ممالک کے اقتدارِ اعلیٰ کی بے حرمتی کرتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی۔

اے لوگو! بتاؤ، اَخلاق کے بغیر انسان کی کیا قدر و قیمت ہے؟ جب اپنی ذمہ داری ہی ادا نہ کی جائے
تو ایسی آزادی کا کیا مطلب؟ جب فرائض پورے نہ کئے جائیں تو مطالبہ حقوق کا کیا معنی !!؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ، وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ أَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ﴾

''قسم ہے انجیر اور زیتون اور طور سینا اور اس پر امن شہر (مکہ) کی، ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر اسے ہم نے سب نیچوں سے نیچا کردیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے!!''

اے لوگو! انسانی حقوق کا یہ واویلا ظاہری طور پر اور اَلفاظ کی حد تک نہایت خوبصورت، دلکش ہے اور یہ نعرہ بڑا دلفریب اور اس کی چمک بڑی مسحور کن ہے لیکن قوموں کے لئے اس کا نتیجہ انتہائی ہولناک ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد مغرب کا دوہرا معیار اور اس کی منافقانہ پالیسیاں ہیں۔

وائے افسوس! کہ انسانی حقوق کا واویلا صرف وقتی نعرے ہیں جو (مغرب کی) خواہشات و مقاصد کے مطابق بدلتے رہتے ہیں اور یہ نعرے زمان و مکان اور حالات کے تابع ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ قوموں کی دینی اور ثقافتی خصوصیات اور صحیح رسوم و رواج اور صالح روایات کا لحاظ کیا جائے۔

سعودی عرب کی حکومت، دین اسلام پر کاربند ہونے، شریعت کو نافذ کرنے اور فکری، معاشرتی اور اخلاقی امتیاز کے لحاظ سے اِسلامی خصوصیات کا عمدہ نمونہ ہے۔ سعودی مملکت میں مکہ مکرمہ، اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر خانۂ کعبہ، مدینہ منورہ اور مسجد ِنبوی جیسے مسلمانوں کے مقدس مقامات پر مشتمل ہے۔ بلاد الحرمین ہی اسلام کا مرکز اس کا سرچشمہ اور مقامِ بعثت ہے جہاں اسلام کی سب سے پہلی جماعت وجود میں آئی، جسے لوگوں کی قیادت کا فرض سونپا گیا کہ وہ ان کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے!!

مملکت ِسعودی عرب زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کے دین کی پابند اور اس کی شریعت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔ خواہ کوئی حاکم ہے یا افسر، ہرکوئی زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت کا پابند ہے اور شریعت کا یہ التزام اسلام کی خصوصیت کو مکمل طور پر نمایاں کرتا ہے۔ حکومت ِسعودیہ بین الاقوامی کانفرنسوں میں اور ہر مناسب موقع پر اسلام کی اسی عظمت کا اظہار کرتی ہے۔ اور بلادِ حرمین کو ایک ایسا نمونہ ہونے کا شرف حاصل ہے کہ عالم اسلام اور دیگر ممالک کے درمیان بین الاقوامی تعلقات کے سلسلے میں دنیا کی نظریں اسی کی طرف اُٹھتی ہیں۔

اس کا بنیادی اسلامی نظام صراحت کرتا ہے کہ یہ مملکت شریعت ِاسلامیہ کے مطابق حقوقِ انسانی کا تحفظ کرتی ہے۔ اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ یہ نظام جن حقوقِ انسانی کو معین کرتا ہے، ان کی خصوصیت

یہ ہے کہ ان کی بنیاد شریعت کے وہ مسلمہ قواعد اور دین کے وہ اَحکام ہیں جن کے مفاہیم نہایت واضح اور آثار نہایت روشن ہیں۔ وہ محض نعرے یا ایسے کمزور اصول نہیں جن میں خالی دعووں کے سوا کچھ نہ ہو۔ ان تمام حقوق کے پیش نظر یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس خطہ کے باشندے رسالت کے پاسبان ہیں اور آسمانی تعلیم کے حامل ہیں جسے وہ تمام معاملات میں فیصلہ کن مانتے ہیں۔ جو چیز اس آسمانی تعلیم کے موافق ہو خواہ وہ باہر سے درآمد کی گئی ہو، وہ ان کے نزدیک یقیناً حق ہے اور جو چیز اس کے مخالف ہو، وہ باطل ہے خواہ وہ ہمارے ہاں طے شدہ رواج ہی کے مطابق کیوں نہ ہو۔

ایک سینئر سعودی اہلکار نے فیصلہ کن بات کہی ہے کہ ''اگر یہ تنظیمیں کتاب اللہ، سنت رسول اور خلفاءِ راشدین اور تابعین کے طریقہ کے مطابق شریعت کو نافذ کرنے کے سلسلے میں ہم سے جھگڑا اور بحث و مباحثہ کریں تو یہ ان کا حق ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کو بطورِ عقیدہ اور شریعت کے ہدفِ تنقید بناتی ہیں تو ہم ان کے اس قسم کے اعتراضات کو ٹھکراتے ہیں اور کلی طور پر اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور ہم اسلام کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے اور اسلام کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں اللہ کے حکم سے قیامت تک کے لئے اسلام کے مطابق زندگی گزاریں گے، خواہ کسی کو پسند ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اسلام ہی ہماری عزت وعظمت کا ضامن ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی رسی کو پوری قوت سے پکڑے رکھیں۔''

اب ان تنظیموں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے موقف کو واضح کریں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا شرعی حدود کا نفاذ حقوقِ انسانی کے خلاف ہے؟ کیا معاشرے کے امن وامان کے تحفظ کے لئے تعزیراتِ شرعیہ کا نفاذ انسانی حقوق کے منافی ہے؟ کیا مجرم پر رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دینا اور مظلوم کو اس کے حق سے محروم کر دینا انسانی حقوق کے زمرہ میں آتا ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ وطن (سعودی عرب) ان کا حقیقی ہدف نہیں بلکہ اس وطن کا نظام اور عقیدہ، ان تنظیموں کا ٹارگٹ ہے۔

لہٰذا ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے عقیدے اور شریعت کے بارے میں بحث ومباحثہ اور گفتگو کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جسے اللہ نے ہمارے لئے پسند فرمایا۔ اور ہم نے خوش دلی سے قبول کیا۔ ہم اللہ کے شکرگزار اور ثناخواں ہیں کہ اس نے ہمارے لئے ایسے دین پسند فرمایا۔

میں دوبارہ کہوں گا کہ ہم راضی ہیں، اللہ کے ربّ ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی اور رسولؐ ہونے پر۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ہادی اور ناصر ہے اور اسی پر ہی ہمارا توکل اور بھروسا ہے!!

(شعبۂ ترجمہ مجلس التحقیق الاسلامی / محمد اسلم صدیق)